سول میرج اور لیگ

Civil Marriage and the League.

By, Maulana Husain Ahmad Madni

از افادات

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ

سابق شیخ الحدیث صدر المدرسین دار العلوم دیوبند و صدر جمعیت علماء ھند

اشاعت

مدنی اکیڈمی دیوبند

مدنی منزل دیوبند (madanitv007@gmail.com)

www.arshadmadani.com

باسمہٖ تعالیٰ

پیش لفظ

اس کتابچے میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے سول میرج (تمدنی شادی) اور لیگ میں نہایت محققانہ انداز میں سول میرج ایکٹ کی حقیقت کو بے نقاب کیا ہے اور اس کے اسلامی تعلیمات سے تصادم کو واضح فرمایا، آپ نے نہ صرف اس قانون کی اصل روح پر علمی تنقید کی بلکہ محمد علی جناح پر بھی بغرض اصلاح گرفت فرمائی، خصوصاً ان کی ایک پارسی سے سول میرج ایکٹ کے تحت ازدواجی بندھن کو گہرے تحقیقی وتنقیدی نظر سے دیکھا، یہ رسالہ اسلامی اقدار کے خلاف اٹھنے والی تحریکوں کے پس پردہ عزائم کو بے نقاب کرنے اور اصلاح امت کے جذبے سے لبریز ایک شاہکار ہے۔

محمد مدنی

مدنی منزل دیوبند

بتاریخ: ۲۸/جنوری ۲۰۲۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام علىٰ سيد المرسلين وعلىٰ آلهٖ وصحبهٖ أجمعين.

أما بعد! اس زمانہ پُر آشوب وپُر فتن میں عالم اسلام اور مذہب اسلام پر جو جو عظیم الشان مصائب کے پہاڑ ٹوٹے ہوئے ہیں ان کی تفصیل بیان کرنا نہ ان اوراق میں ممکن ہے اور نہ وقت مساعد ہے، مگر ایک انتہائی اور غیر معمولی مصیبت کی طرف مسلمانوں کو متوجہ کرنا ضروری سمجھ کر آگاہ کرنا چاہتا ہوں، یہ امر الیکشن کے ہی ضروریات اور وقتی امور میں سے نہیں ہے؛ بلکہ ہمیشہ کے لئے اس پر توجہ کرنا اور تحفظ کے طریقوں پر کاربند ہونا ازبس لازم ہے۔

اسلام کسی قبیلہ اور برادری کا نام نہیں ہے، نہ اسلام کسی قوم اور نسل یا رنگت اور جغرافیائی حدود کا نام ہے، وہ ایک مذہب اور آسمانی طریقہ کا نام ہے جس میں سراسر خداوندی احکام اور حضرت خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ کے سامنے سر جھکا دینا اور قلب وقالب سے تابعدار بن جانا معتبر ہے، جو شخص ایسا نہیں ہے خواہ وہ بڑے سے بڑے خاندان کا کیوں نہ ہو مسلمان نہیں ہے اور جو شخص ایسا ہے خواہ وہ کسی ملک کا اور گری سے گری نسل کا ہو، وہ اسلامی شرافت اور عزت کا مالک ہے۔

مسلمانوں کا رہبر اور رہنما اسلامی حیثیت سے صرف وہی شخص ہوسکتا ہے، جو کہ اس خلعت فاخرہ کو زیب تن و جان کئے ہوئے ہو، ورنہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے بیشمار خطرات کا سامنا ہوگا۔

بدقسمتی سے اس زمانہ میں بہت سے ایسے لوگ اور جماعتیں جن کو مذہب اور دین سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے، اپنی چرب زبانی سے رہنما اور محافظ امت مسلمہ بن بیٹھے ہیں اور لوگ ان کے دھوکہ میں آکر انھیں کو اپنا نجات دہندہ اور حقیقی رہبر سمجھنے لگے ہیں، دنیاوی امور میں تو اگر ایک ہانڈی یا مٹی کا برتن بھی خریدتے ہیں تو اس کو خوب ٹھونکتے اور بجاتے ہیں، مگر آج نمائندگی اور ترجمانی اور رہنمائی کے لئے نہ ایسے لوگوں کی عملی حالت کو دیکھا جاتا ہے، نہ علمی کیفیت کو ٹٹولا جاتا ہے نہ سیرت پر نظر ڈالی جاتی ہے نہ صورت کا لحاظ کیا جاتا ہے، نہ ان کی سابقہ زندگی کی تفتیش کی جاتی ہے، نہ ان کے عزائم قبیلہ کو عقل کی کسوٹی پر کسا جاتا ہے، صرف چرب زبانی اور زور قلم اور انگریزی تعلیم کو معیار رہنمائی قرار دیا جاتا ہے، الفاظ کی بھول بھلیاں میں عموماً ہندوستانی مسلمان پھنس کر رہ جاتے ہیں، لفظ مسلم لیگ کے سنہرے روپہلے الفاظ سے دھوکہ کھا کر اس کے فریفتہ ہو جاتے ہیں، ان کو خبر نہیں کہ اس جماعت پر قابض ہونے والے کون لوگ ہیں کن کے قبضہ اقتدار میں یہ جماعت ہے، ان کی سابقہ کاروائیاں کیا ہیں اور ان کی موجودہ حالت کیا ہے، یہی

چیزیں ہیں جن سے ان کی حقیقت پہچانی جا سکتی ہے اور یہ جانا جا سکتا ہے کہ آیا یہ لوگ رہبر ہیں یا رہزن، یہ تریاق ہیں یا بس کی گانٹھ، یہ چرواہے ہیں یا بھیڑیے۔

ہم مسلمانوں کی خیر خواہی کے لئے ارادہ کرتے ہیں کہ لیگ اور اس کی چوٹی کے سر برآوردہ لوگ کی صحیح صحیح کیفیت مسلمانوں کے سامنے پیش کر کے ان کو متنبہ کریں کہ یہ جماعت اور اس کے ہائی کمانڈ تمہارے لئے ہرگز قابل اعتمار نہیں ہے نہ وہ تمہارے مذہبی رہنما بننے کے قابل ہیں اور نہ سیاسی، ان کی مذہبی اور سیاسی غداریاں کھلی کھلی سامنے رکھ رہے ہیں تا کہ حق اور باطل متمیز ہو جائے، پھر اگر کوئی صحیح راہ پر نہ آئے تو وہ جانے اور اس کا کام، اسی بنا پر ہم متعدد چھوٹے چھوٹے پمفلٹ اور رسالے پیش کرتے ہیں جن میں نہایت معتبر استدلالات سے کام لیا گیا ہے، افواہوں اور غیر معتبر روایات کو کام میں نہیں لایا گیا ہے، پہلا نمبر لیگ اور سول میرج ہے جس میں لیگ کی مذہب اسلام اور قرآن سے دشمنی کو صاف طور پر دکھلایا گیا ہے، مسلمانوں کو چاہئے کہ انصاف اور غور وفکر سے کام لیں، ہٹ دھرمی اور تعصب کو اس میں راہ نہ دیں، خود بھی گمراہی سے بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں۔

سول میرج

سول میرج (تمدنی شادی) جس کو قانونی شادی کہنا زیادہ موزوں ہے؛ کیونکہ یہ شرعی شادی نہیں بلکہ لامذہبوں اور بے دینوں کی صرف قانون کے زور سے شادی ہے، ہندوستان میں ۱۸۷۲ء سے یہ قانون نافذ ہے، اس کو اسپیشل میرج ایکٹ بھی کہتے ہیں، اس کی غرض اسی کے الفاظ میں حسب ذیل ہے:

"ہرگاہ کہ یہ مناسب ہے کہ ان لوگوں کے لئے شادی کا طریقہ مقرر کیا جائے جو عیسائی، یہودی، ہندو، مسلمان، پارسی، سکھ، یا جین مذہب کے پیرو نہیں ہیں، اور بعض شادیوں کو قانوناً جائز قرار دیا جائے جن کا جواز مشتبہ ہے، اس لئے قانون ذیل بنایا جاتا ہے"۔

۱۹۲۳ء میں اس ایکٹ میں ترمیم کی گئی اور ہندو، بودھ، سکھ، جین مذہب کے ماننے والوں کو بعض حالات میں اس قانونی شادی کی اجازت دی گئی مگر عیسائیوں یہودیوں، مسلمانوں اور پارسیوں کو کسی حالت میں اس قانون کے ماتحت شادی کی اجازت نہیں دی گئی، اس ایکٹ میں تحریر ہے کہ شادی سے پہلے فریقین نکاح اور تین گواہ لازماً ان شادیوں کے رجسٹرار کے سامنے ایک اعلان پر دستخط کریں گے جو اس ایکٹ کے ضمیمہ (شیڈول) نمبر (۲) کے مطابق ہوگا، وہ اعلان

مسلمانوں، عیسائیوں، پارسیوں، یہودیوں کے متعلق ۱۹۱۳ء کے بعد بھی حسب ذیل ہے:

"میں فلاں شخص حسب ذیل اعلان کرتا ہوں۔

(۱) میں اس وقت غیر شادی شدہ ہوں۔

(۲) میں عیسائی، یہودی، ہندو، مسلم، پارسی، بودھ، سکھ یا جین مذہب کا پیرو نہیں ہوں۔

(۳) میں اٹھارہ برس کی عمر حاصل کر چکا ہوں۔

(۶) اگر میں جانتا ہوں کہ اس اعلان کا کوئی حصہ جھوٹ ہے اور اگر یہ بیان دیتے وقت میں یہ جانتا ہوں یا یقین کرتا ہوں کہ یہ جھوٹ ہے یا میں اسے سچ یقین نہ کرتا ہوں تو مجھے قید اور جرمانہ کی سزا ہو سکتی ہے"۔

یہی اعلان عورت کو بھی کرنا پڑتا ہے، البتہ عورت کے لئے بجائے ۱۸/ سال کے ۱۴/ سال کی عمر ہونی ضروری ہے، ہم نے دفعہ چار اور پانچ کو غیر ضروری ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا ہے۔

مولانا مظہر علی اظہر ناظم اعلیٰ احرار نے مسٹر جناح کی ۱۹۱۸ء میں ایک پارسی خاتون سر ڈین شاہ پیٹٹ بمبئی پارسی کی لڑکی سے ماتحت قانون سول میرج شادی ہوئی ان کی سوانح حیات صفحہ ۲۰/ سے ثابت ہے، اسی جگہ سوانح حیات میں یہ بھی مذکور ہے کہ "بیشک یہ شادی اسلامی

اصول کے خلاف تھی، لیکن کچھ عرصہ بعد آپ کی بیوی نے اسلام قبول کر لیا، اور مذہبی اصول پر کار بند رہیں"۔

یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ یہ شادی قانوناً بغیر تمام مذاہب سے تبری یعنی تمام مذاہب سے علیحدگی کا اعلان اور اس کے اقرار کے نہیں ہو سکتی تھی، لیگی پریس نے اس کے جواب میں بہت کچھ زور لگایا ہے مگر باوجود ہر قسم کی کوششوں کے وہ اس میں ناکام رہا ہے کہ شادی کے وقت میں یا اس کے پہلے خاتون مذکورہ کا اسلام ثابت کر سکیں، اگرچہ مولانا مظہر علی صاحب موصوف اس میں بھی متأمل ہیں کہ خاتون موصوف کے اسلام کو قبول کیا جائے اور فرماتے ہیں کہ "مسٹر جناح کو بری کرنے کے لئے یہ افسانہ تراشا گیا ہے" لیکن اس امر کو تسلیم کر لینے میں ہم کوئی حرج نہیں سمجھتے کہ خاتون موصوف کا اسلام حسب ادعاء مصنفین سوانح تسلیم کر لیا جائے، مگر کسی شہادت سے اس کا پتہ آج تک نہیں نکالا جا سکا کہ خاتون موصوف نکاح اور شادی کے وقت یا اس سے پہلے مسلمان ہوئی تھیں۔

مولانا مظہر علی موصوف کے اس اعتراض کا بھی کوئی جواب نہیں دیا جا سکا کہ مسٹر جناح نے نکاح کے وقت دیگر مذاہب سے تبری اور علیحدگی کا اعلان واقرار کیا ہے جو کہ سول میرج کے لئے ضروری ہے۔

اس پر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ تو مسٹر جناح کا ذاتی اور شخصی فعل

ہے سیاسی حیثیت اور مسلمانوں کی رہنمائی سے اس کو کوئی تعلق نہیں، سیاسیات اور قومی قیادت میں اس سے بحث کرنا بے موقع اور غلط ہے، ہم کو صرف ان کی رہنمائی اور پالیسی کو دیکھنا چاہیئے اگرچہ یہ جواب قابل نظر اور غور ہے تاہم بہت سے لوگ اسی کو صحیح سمجھتے ہیں، اس لئے ہم ایک کھلی ہوئی اور واضح چیز پیش کرتے ہیں جس کو کوئی ادنیٰ عقل والا بھی قابل واگذاشت نہیں کہہ سکتا، جو کہ سیاست ہی سے تعلق رکھتی ہے۔

۲۶ر فروری ۱۹۱۲ء کو وائسرائے کی کونسل میں مسٹر بھوپندرا ناتھ باسو (سول میرج کے قانون مجریہ ۱۸۷۲ء کے متعلق ترمیم کا مسودہ پیش کرتے ہوئے) درخواست کرتے ہیں کہ اس کو منتخب کمیٹی کے سپرد کیا جائے، تاکہ پاس ہو کر ملک میں نافذ ہو، (۱) اس کی تائید کرتے ہوئے مسٹر جناح حسب ذیل تقریر کرتے ہیں:

''یقیناً اس کونسل میں ایک ہندو یا مسلمان نمائندہ کی حیثیت اس سبب سے بہت پرخطر ہے کہ کٹّر لوگوں کی رائے اس کے خلاف ہے؛ لیکن میری گذارش یہ ہے کہ ایک نمائندہ جو اپنی قوم کے متعلق کچھ فرائض رکھتا ہے کوئی وجہ نہیں کہ اپنے ذاتی عقیدہ کو بے خوفی کے

---

(۱) ترمیم کا حاصل یہ تھا کہ ہندو اور مسلمانوں کو اس قانون سے مستثنیٰ کردیا جائے یعنی قانوناً جائز قرار دیا جائے کہ بلا اعلان مذکور کے ہندو اور مسلمانوں کی شادی غیر ہندو اور غیر مسلمان سے جائز مانی جائیں۔

ساتھ ظاہر کرنے سے احتراز کرے، (۱) اس سے یہ نتیجہ لازم نہیں نکلتا کہ چونکہ اکثریت اس کے خلاف ہے، اس لئے وہی لوگ صحیح راستہ پر ہیں جن کی اکثریت ہے (۲) اس کونسل کے کسی نمائندہ کو اگر اس بات کا یقین ہو کہ کوئی قانون ایسا ہے جو اس کے ملک اور قوم کے لئے مفید ہے تو اس کی تائید کرنی چاہئے ...... محترم رکن قانون (سر علی امام) نے کہا ہے کہ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے، قرآن شریف میں صاف احکام ہیں کہ ایک مسلمان، مسلمان عورت یا کتابیہ کے سواء کسی کے ساتھ شادی نہیں کرسکتا۔

میں یہ تسلیم کرلوں گا کہ ان کا یہ بیان درست ہے، پھر کیا میں محترم رکن سے یہ دریافت کرسکتا ہوں کہ کیا اس ملک کی قانون سازی کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ اس کونسل کو قانون اسلامی اس لئے

---

(۱) کیا یہ خیانت اور غداری نہ ہوگی اور کیا ایک نمائندہ اور ترجمان جس کو کسی جماعت نے اپنے دینی اور دنیوی مفاد کی ترجمانی کے لئے بھیجا ہو، اپنی ذاتی رائے کو پیش کرتے ہوئے خلاف جماعت یا خلاف اکثریت فریسندگان اپنی ذاتی رائے سے قانون بنوانے کا اور وہ بھی ایسا قانون بنوانے کا جو کہ قرآن کی صریح نص کے خلاف ہو مجاز ہوسکتا ہے؟ بالخصوص ایسی صورت میں کہ انتخاب جداگانہ ہو، اور گویا انتخاب کا مطلب ہی یہ ہو کہ مذہبی حیثیت سے مذہبی نقطۂ نظر کے بموجب نمائندگی کرے گا، افسوس! کس قدر شرمناک دھوکہ ہے کہ ووٹ لینے کے وقت اسلام اور تحفظ اسلام کا ڈھول پیٹا جائے اور اسمبلیوں میں پہنچ کر احکام اسلام میں تحریف اور تبدیلی کی کوشش کی جائے۔ (محمد میاں)

(۲) اس سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے جو کہ لیگ میں داخل ہونے کے لزوم کے لئے یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی اکثریت اس میں ہے اور اسی لئے اس کو صحیح راستہ بتاتے ہیں۔

نظر انداز کرنا پڑا یا اس میں ترمیم کرنی پڑی تا کہ وہ مقتضیات زمانہ کے مطابق ہو جائے، اس کونسل نے بہت سی حیثیتوں سے قانون اسلامی کو نظر انداز کیا یا اس میں ترمیمات کی ہیں، مثلاً اسلامی قانون معاہدہ تسلیم نہیں کیا جاتا، اسلامی قانون فوجداری جس پر انگریزی حکومت قائم ہونے کے بعد بھی عملدر آمد ہوتا رہا، اب کلیۃً منسوخ کر دیا گیا ہے، قانون شہادت جیسا کہ اسلامی قانون میں تھا اس ملک میں اب کہیں بھی نہیں پایا جاتا، اس سب پر بالا یہ کہ ابھی زمانہ حال کا ایک قانون ہے، یعنی سیکس موسائی ایکٹ نمبر ۲۱/ ۱۸۵۰ء یا ذات کی رکاوٹ ہٹانے کا قانون۔(۱)

---

(۱) یہ جملہ قوانین اس مستبد انگریزی حکومت نے بنائے ہیں جب کہ وہ مطلق العنانی کے ساتھ جو کچھ چاہتی تھی کرتی تھی، مگر جب کہ کونسلیں قائم کی گئیں، اور مسلمانوں اور ہندوؤں کے نمائندے منتخب شدہ وہاں اس لئے بھیجے جانے لگے کہ اپنے منتخب کرنے والوں کی ترجمانی کرتے ہوئے ایسی باتیں قوانین میں نہ آنے دیں جو کہ ان کے مذہب اور زندگی کے لئے مضرت رساں ہوں اور ایسی باتیں پاس کریں جو کہ ان کی دینی دنیاوی بہبودی کا ذریعہ بنیں، اس وقت کا حال دوسرا ہو گیا، مسٹر جناح کو مسلمانان بمبئی نے نمائندہ بنایا تھا، ان کا فرض تھا کہ وہ بھیجنے والوں کی ترجمانی کرتے اور ایسے قوانین کی آڑ نہ پکڑتے جو کہ انگریزوں نے اپنے استبداء سے خلاف مذہب اور خلاف قرآن و اسلام بنائے تھے، نیز یہ قوانین خلاف اسلام ہونے کی وجہ سے کسی طرح بھی قابل استدلال نہ تھے، بلکہ اگر کونسل میں بھی ایسے قوانین بنائے گئے ہوتے تو ان کو منسوخ کرنے یا ترمیم کرنے کا مطالبہ لازم تھا، بالخصوص جبکہ تمام یا اکثر مسلمان اس سے ناراض بھی تھے، ایسے وقت میں ایسا قانون بنانا جو کہ خلاف قرآن اور خلاف اسلام تھا اور فقط مسٹر جناح کے مغربیت زدہ ضمیر کی آواز تھی کیا غداری اور خیانت نہیں تھی، کیا ایک غلطی دوسری غلطی کی دلیل اور نظیر ہو سکتی ہے۔

جس کی طرف میں اس کونسل کی توجہ اس بنا پر مبذول کروں گا کہ جیسے قرآن شریف میں کھلے ہوئے احکام موجود ہیں کہ مذہب تبدیل کرنے کی صورت میں تمام حقوق وراثت ساقط ہو جاتے ہیں ویسے ہی محترم رکن نے بتایا کہ غیر مسلمہ سے شادی کی صورت میں یہ حق ساقط ہو جاتا ہے، (۱) مگر اب ایک مسلمان اپنا مذہب تبدیل کر سکتا ہے اور پھر بھی اس کا حق وراثت زائل نہیں ہوتا اور قرآن شریف میں جو حکم اس باب میں ہے وہ بالکل منسوخ ہوگیا ہے (۲) اور جہاں تک اس قانون کا تعلق ہے یہی دلیل ہندوؤں پر بھی چسپاں ہوگی، بشرطیکہ ایک اچھا اور مضبوط مقدمہ مرتب کیا جائے، میں عرض کروں گا کہ یہ نظیریں ہیں جن کی ہم کو پیروی کرنا چاہیئے، تاکہ مقتضیات زمانہ اور موجودہ ضروریات کا ہم ساتھ دے سکیں، جس کے لئے بہت سے نظائر خود اسلام قانون میں موجود ہیں، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جہاں

---

(۱) یہ مسٹر جناح کی انتہائی غلطی ہے کہ مذہب تبدیل کرنے والے کے لئے محروم الارث ہونا قرآن شریف کا کھلا حکم بتاتے ہیں بیشک مرتد (مذہب تبدیل کرنے والا مسلمان) اسلامی احکام میں وراثت سے محروم ہو جاتا ہے، لیکن یہ حکم قرآن شریف کی صریح آیت سے نہیں لیا گیا ہے بلکہ اشارات قرآنیہ اور دوسرے دلائل شرعیہ سے ثابت ہے، علیٰ ہذا القیاس غیر کتابیہ سے شادی کرنے والے کو وراثت سے محروم قرار دینا بھی ان کی صاف وصریح غلطی ہے، وہ محروم الارث نہیں ہے، ہاں اس کی اولاد نکاح صحیح نہ ہونے کی بنا پر محروم الارث ہوگی۔

(۲) قرآن شریف کے حکم کو منسوخ کرنے والی کوئی قوت نہیں ہے۔

تک میں غور کرتا ہوں، مسلمانوں اور ہندوؤں کے قوانین میں سے جن کو بھی آپ پیش نظر رکھیں، ان کی وجہ سے بہت سی دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اگر ایک ہندو غیر ہندو سے یا ایک مسلمان غیر کتابیہ سے شادی کرے، لیکن کیا قانون سازی کے ذریعہ اس دقت کو دور نہیں کیا جاسکتا، کیا اس معاملہ میں مجلس قانون ساز کی دخل دہی کے لئے مواد موجود نہیں ہے جیسا کہ پہلے کہا جاچکا ہے یہ بالکل اختیاری قانون ہے جس میں ذرا بھی لزوم نہیں ہے، قانون ہرگز یہ نہیں کہتا کہ ہر مسلمان کو کسی غیر مسلمہ کے ساتھ یا ہر ہندو کو کسی غیر ہندو کے ساتھ شادی کرنی ہوگی، اس لئے اگر کافی تعداد میں ایسے روشن خیال، تعلیم یافتہ اور ترقی پذیر ہندوستانی موجود ہیں خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان یا پارسی، اور وہ ایسا طریقہ شادی اختیار کرنا چاہتے ہیں جو زمانہ حاضرہ کے احساسات سے زیادہ مطابقت رکھتا ہو، تو کیوں اس طبقہ کو انصاف سے محروم رکھا جائے (۱) جب کہ اس سے ہندوؤں یا مسلمانوں کو کسی قسم کا کوئی شدید

---

(۱) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر جناح کے نزدیک قرآنی احکام میں بے انصافی بھی ہے۔ یہ مسٹر جناح کی نفسیات سے ناواقفیت ہے، نفسیاتی نقطۂ نظر سے ایسے نکاح سے خاوند اور اس کی اولاد کو مذہبی حیثیت سے بہت سخت نقصان کا اندیشہ ہے؛ کیونکہ خوف شدید ہے کہ علاقہ زوجیت کی استواری کہیں خاوند اور اس کے بچوں کو اسلام سے پھیر دے اور تبدیل مذہب کی باعث بن جائے یا کم از کم ان کے اندر اسلامی عقائد اور اعمال میں تبدیلی یا کمزوری پیدا ہو جائے بالخصوص جب کہ مسلمان عورتوں کا نکاح کسی غیر مسلم مرد سے ہو اس وقت میں اس کے ارتداد کا خطرہ بہت زیادہ ہے اور یہ خطرہ تمام دنیاوی خطرات سے بڑھا ہوا ہے، مسلمانوں کے نزدیک ایمان نقصان تمام دنیاوی نقصانوں سے بڑھا ہوا ہے اور یہ کوئی خیالی امر نہیں ہے، تاریخ میں ایسے بہت سے واقعات موجود ہیں، اسی لئے حضرت عمرؓ نے...... کتابیہ سے نکاح کو بھی منع فرمایا تھا۔

نقصان پہنچنے کا احتمال نہیں ہے۔

(گورنمنٹ آف انڈیا گزٹ شعبۂ قانون سازی صفحہ ۱۶۰/۱۶۱)

(سوانح عمری مسٹر جناح) صفحہ ۲۶۷/ کے مندرجہ ذیل اقتباس کو ملاحظہ فرمایئے جس کو مولانا ظفر الملک صاحب لکھنوی نے تحریر فرمایا ہے۔

"۱۹۰۹ء میں مسلمانان بمبئی کی جانب سے منتخب ہو کر مسٹر جناح وائسرائے کی کونسل کے ممبر ہوئے، جہاں ۱۹۱۲ء میں مسلمانوں کی رائے عامہ کے خلاف انھوں نے قانون شادی کے مسودہ قانون کی پرزور تائید کی اور علیگڈھ پارٹی کے خلاف مسٹر گوکھلے کی ابتدائی تعلیم کے مسودۂ قانون کی بھی تائید کی، جس سے مسلمانان بمبئی ناراض ہو گئے اور ۱۹۱۳ء کے انتخاب میں ان کو کامیابی نہ ہوئی، مسٹر جناح نے تعلیمی مسودۂ مذکورہ پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

"جب میں شادی کے مسودہ قانون پر اس سے پیشتر تقریر کر رہا تھا تو میں نے اعلانیہ آزادی کے ساتھ اسے تسلیم کیا تھا کہ قوم کی اکثریت اس مسودۂ قانون کے خلاف ہے، مگر میرے دلی معتقدات اس مسودہ کی موافقت میں تھے اور میں نے اپنا فرض تصور کیا کہ اس تجویز کی تائید کروں"۔ (سوانح عمری مسٹر جناح صفحہ ۲۶۷)

حضرات یہ دونوں بیان کسی اخبار سے نہیں لئے گئے ہیں بلکہ گورنمنٹی کاغذات اسمبلی اور سوانح عمری سے لئے گئے ہیں، جس میں

کسی فروگذاشت اور تغیر وتبدیل کی گنجائش نہیں ہے، اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر جناح قرآن شریف اور صریح احکام اسلامیہ کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہیں اور اسمبلیوں اور کونسلوں میں وہ کیسے قوانین پاس کرانا چاہتے ہیں، وہ نہ قرآن کو مسلمانوں کے لئے قانون ابدی سمجھتے ہیں اور نہ اس کو ہمیشہ کی مصالح اور مقتضیات کے موافق قرار دیتے ہیں، لیگ اور اس کے قائدین وممبر مجالس قانون ساز میں مسلمانوں کی ترجمانی اوران کے مذہب کی کیا اور کیسے تائید کریں گے، اس پر غور کرنا چاہیئے اور روشنی حاصل کرنی چاہیئے کیا مسٹر عنایت اللہ مشرقی کے اس قول کی اس سے پوری تائید نہیں ہوتی جو کہ انھوں نے لاہور کے بھرے مجمع میں بروز عید اسی ۴۵ء میں بیان کیا تھا کہ ''مسٹر جناح نے مجھ سے کہا تھا کہ قرآن تیرہ سو برس کی فرسودہ کتاب ہے اب وہ قابل عمل نہیں''۔

لیگی پریس نے اس کی تکذیب میں بہت کچھ شور وشغب کیا، مگر کیا کوئی شخص اس واضح تقریر کی جو کہ مستند اور یقینی ہے تکذیب کرنے کی ہمت رکھتا ہے۔

ہم مسلمانوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا ایسی کیفیت ظاہر ہوجانے کے بعد بھی وہ اپنے لئے جائز اور صحیح سمجھتے ہیں کہ وہ ایسے شخص کو اپنا قائداعظم اور سردار بنائیں یا اس کی تائید کریں یا اس کو ووٹ دیں،

مسلمانوں کو غور کرنا چاہئے کہ وہ کہاں جا رہے ہیں اور کیا وہ اپنی اور اسلام کی اسی حالت میں اور ایسی جماعت میں ...... آبیاری کر رہے ہیں یا اسلام کی کشتی کو ڈبونے کی تیاری کرتے ہوئے اس کے سامان بہم پہنچا رہے ہیں۔

ہم اس کا فیصلہ مسلمانوں کی دیانت اور غیرت پر چھوڑتے ہیں، ہر شخص اپنے دین و مذہب کا ذمہ دار ہے، اور ہم جمعیۃ علماء اسلام کو بھی متنبہ کرتے ہیں کہ وہ جاگیں اور تائید مسلم لیگ میں جو قدم اٹھا رہے ہیں، اس پر غائرانہ نظر ڈالیں اور اپنے اور مسلم قوم و مذہب کے لئے نجات کی صورتیں نکالیں۔ (وإلی اللہ المشتکیٰ)

جمعیۃ العلماء کی شاندار خدمات

سول میرج ایکٹ کی ترمیم کے متعلق اس وقت مسٹر جناح اور بھوپندرا ناتھ باسو کو کوئی کامیابی نہیں ہوئی اس لئے کونسل کے بقیہ ممبران موافق نہیں ہوئے، اور ترمیم گر گئی (۱) اس کے بعد کئی مرتبہ اس میں ترمیمیں پیش کی گئیں مگر سوائے ۱۹۲۳ء کے کسی وقت میں بھی کوئی کامیابی نہیں ہوئی، ۱۹۲۳ء میں ہندوؤں کی مختلف پارٹیوں جین بودھ سکھ وغیرہ کا استثناء کر دیا گیا۔

---

(۱) یعنی یہ قانون بدستور سابق ان لوگوں کے لئے رہا جو عیسائی یہودی، ہندو مسلمان، پارسی، سکھ یا جین مذہب کے پیرو نہ ہوں۔

اس کے بعد ۹/فروری ۱۹۲۸ء کو مسٹر ہری سنگھ گور نے اسپیشل میرج بل ایوان میں پیش کیا، جس کی مختصر روئداد بحوالہ انڈین کوارٹرلی (سہ ماہی) رجسٹر ۱۹۲۸ء صفحہ ۲۵۰/جلد اول ۲۲/ مارچ ۱۹۲۸ء اسپیشل میرج ایکٹ (ترمیمی بل) حسب ذیل ہے۔

اس بل کے سلسلہ میں سر یامین صاحب کی تقریر بھی اس قابل ہے، کہ اس کو باور کیا جائے، بالخصوص آپ کا یہ نکتہ قابل یادداشت ہے کہ آپ نے اس بل کے متعلق فرمایا کہ یہ بل غیر اسلامی نہیں ہے۔(۱)

مختصر روائداد

سر ہری سنگھ گور نے تجویز پیش کی کہ ان کے اسپیشل میرج ایکٹ (ترمیمی) بل کو سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

سر ہری سنگھ نے اپنے اس اقدام کی تاریخ بیان کی اور کہا کہ سر ہنری مین نے ۱۸۶۸ء میں یہ تجویز پیش کی تھی کہ کونسل ایک ایسا غیر مذہبی قانون شادی کے لئے بنا دے جس سے تمام ہندوستانی رعایا مستفید ہو، اس وقت سے ملک کے لئے سول میرج کے قانون کی متعدد بار کوشش کی جا چکی ہے اس کے ابتدائی اقدامات نے جو ۱۹۲۳ء میں نافذ ہوئے،

---

(۱) یعنی ان کے لئے حق ہو گیا کہ اپنے مذہب کی پیروی سے انکار اور برأت کئے بغیر سول میرج ایکٹ کے مطابق نکاح کر سکتے ہیں۔

ہندو، جین، سکھ اور بودھ مذہب والوں کے لئے آپس میں شادی کو جائز کر دیا، ہنری مین کے بل نے ایوان کے سامنے یہ پیش کیا تھا کہ تمام شادیوں کے بغیر ذات پات رنگ ونسل کا لحاظ کئے ہوئے جائز قرار دیا جائے، آج ہندوستان کو سخت دشواری پیش آرہی ہے، کیونکہ فریقین برٹش سول میرج کے ماتحت صرف ہندوستان کے باہر شادی کر سکتے ہیں، اگر یہ بل پاس ہو گیا تو ہندوستان سے فرقہ وارانہ جذبہ ختم ہو جائے گا اور ہندوستان متحد ہو کر ایک قوم ہو جائے گا۔

مسٹر انوار العظیم نے کہا کہ اس بل کے ذریعہ ہمارے اعتقادات کو کچلا جارہا ہے، اس لئے مسلمانوں کو اس سے مستثنیٰ کر دیا جائے۔

سر یامین کی تقریر

مسٹر یامین نے کہا: یہ بل غیر اسلامی نہیں (۱) ذات پات کی بندش کو جڑ سے اکھاڑ دینا، اور دو محبت کرنے والوں کے لئے اتحاد کا بلا لحاظ ذات پات کوئی راستہ مہیا کرنا ایک عظیم اخلاقی کارنامہ ہے۔ (۲) اور آزادی ہند کا حل اکبر نے جو کہ ایک بہت بڑا قومی شخص تھا، اس کی

---

(۱) سر یامین کا یہ فتویٰ اس طرز عمل کا ایک نمونہ ہے جو حفاظت کلچر اور واحد نمائندگی کے دعویدار اسمبلی میں اختیار کرتے ہیں، کیوں نہ ہو جب ملت کے واحد نمائندہ ہیں تو کسی کی کیا مجال کہ دم مارے۔

(۲) معاذ اللہ اسلامی حکم غیر اخلاقی ہے، کیا یہی ہیں اسلامی کلچر کے محافظ۔ افسوس افسوس

مثال پیش کردی، مگر افسوس ہندوستان نے جو ذات پات سے مغلوب تھا، اس کی تقلید نہیں کی ...... یہ کہتے ہوئے مسٹر یامین نے بل کے مشتہر کرنے کی حمایت کی۔ (کوارٹرلی رجسٹر ۱۹۲۸ء)

اس کے بعد ۱۹۳۳ء میں پھر بل پیش کیا گیا، اور خواہش کی گئی کہ جس طرح ۱۹۲۳ء میں سول میرج کے قانون میں ترمیم کر کے ہندوؤں کے مختلف فرقوں بودھ، جینی، سکھ وغیرہ کا استثناء کر دیا گیا ہے، مسلمانوں عیسائیوں وغیرہ کا بھی استثناء کر دیا جائے (۱) یا یہ قانون منسوخ ہی کر دیا جائے، مگر جمعیۃ علماء ہند نے ایسی کوشش کی کہ جس سے یہ ترمیم پاس نہ ہو سکی، اس کو رسالہ (جمعیۃ العماء کیا ہے؟) کے صفحہ ۱۲/ (ایڈیشن سوم) پر مندرجہ ذیل الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے۔

''۱۹۳۲ء میں مرکزی اسمبلی میں مسلم اور غیر مسلم شادی بیاہ کے قانون کا مسودہ پیش ہوا، اس باطل مسودہ کی مخالفت پر مسلمانوں کی کسی انجمن نے توجہ نہیں کی، عین وقت پر جمعیۃ علماء ہند کے ارکان کو جب اطلاع ہوئی تو فوراً اس مسودہ قانون پر اسلامی نقطۂ نظر سے تبصرہ کیا گیا اور اس تبصرہ کو اخبار ''الجمعیۃ'' میں چھاپ کر تمام سرکاری اور غیر سرکاری ممبروں کے پاس خصوصیت سے بھیجا گیا اور بعض مسلم ممبروں کو

---

(۱) یعنی ان کے لئے قانوناً جائز قرار دیا جائے کہ وہ اپنے مذہب سے برأت کئے بغیر آپس میں نکاح کرسکیں۔

آمادہ کیا گیا کہ وہ اس مسودہ کی مخالفت کریں، مسودہ کی خواندگی کے دن مرکزی اسمبلی میں جمعیۃ العلماء کی طرف سے خصوصیت کے ساتھ نگرانی رکھی گئی؛ چنانچہ الحمد للہ کہ مسودہ بھی واپس لے لیا گیا، اور مسلمانان ہند ایک بے پناہ فتنہ سے محفوظ رہے۔

آج تعزیرات ہند میں یہ قانون بجنسہ موجود ہے اور مسلمانوں ہندوؤں عیسائیوں، یہودیوں کے لئے اپنے مذہب کے نہ ماننے اور پابند نہ ہونے کا اقرار کئے بغیر قانوناً ایسی شادی جرم قرار دی جاتی ہے، قریبی زمانہ میں مسٹر جناح کی صاحبزادی کی شادی بھی اسی قانون کے تحت ایک عیسائی سے ہوئی، جس کا واقعہ طشت از بام ہو چکا ہے۔

سیاسی حیثیت سے بھی اس قانون کی بہت زیادہ اہمیت ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو یقیناً بہت سی ریاستیں اور تعلقے آج انگریزوں کے ہاتھ میں ہوتے عیش پرست نواب اور تعلقہ دار یورپین لیڈیوں پر مائل ہو کر نکاح کرتے اور ان کی اولاد انگریز بنتی اور علاقہ مسلمان اور ہندوؤں سے نکل کر انگریزی اقتدار میں وراثتاً علانیہ آجاتے، جیسا کہ تواریخ اس کے بہت سے شواہد پیش کر رہی ہیں، جس طرح مذہب اور قرآن کی دشمنی لیگ کے ہائی کمانڈ کے ان واقعات سے زمانہ سابق میں ظاہر ہوتی ہے، آج بھی وہی حالت ہے، جس کو ہم اگلے پمفلٹ (لیگ اور شریعت بل) میں ظاہر کریں گے۔

قرآن کے احکام

قرآن شریف میں اس کے متعلق غیر مبہم الفاظ ممنوع ہونے کے احکام موجود ہیں سورۂ بقرہ میں فرمایا گیا ہے: ﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَلَأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ أَعْجَبَكُمْ أُولٰئِكَ يَدْعُوْنَ إِلَى النَّارِ ؕ وَاللّٰهُ يَدْعُوْا إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ آيَاتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ﴾. (سورة البقرة: ۲۲۱)

ترجمہ: اور مشرک عورتوں سے جب تک وہ ایمان نہ لائیں تم نکاح نہ کرو، ایماندار باندی آزاد مشرکہ عورت سے بہتر ہے، اگرچہ تم کو پسند ہو، اور کسی مسلمان عورت کا نکاح کسی مشرک مرد سے مت کرو، جب تک وہ ایمان نہ لائے، غلام مؤمن آزاد مشرک سے بہتر ہے، اگرچہ تم کو پسند ہو، یہ سب (مشرک اور مشرکہ) دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جنت کی طرف بلاتا ہے اور لوگوں کے لئے آئین بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

سورۂ ممتحنہ میں ہے:

﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ

مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ ط اَللّٰهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلاَ تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ ط لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ (الآية) ﴾.

ترجمہ: اے ایمان والو جب تمہارے پاس مؤمن عورتیں ہجرت کرتی ہوئی آئیں تو ان کا امتحان لو، اللہ تعالیٰ ان کے ایمان سے بخوبی واقف ہے، اگر تم ان کو بعد امتحان جانو کہ وہ ایمان والی ہیں تو کافروں کی طرف ان کو نہ لوٹاؤ، نہ وہ کافر مردوں کے لئے حلال ہیں اور نہ کافر مردان کے لئے حلال۔

اسی صورت میں ہے:

﴿ولا تمسکوا بعصم الکوافر﴾.

ترجمہ: کافروں کی عصمت کو اپنے قبضہ میں مت لاؤ۔

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن شریف میں نہایت صریح اور کھلے طریقہ پر غیر مسلم عورتوں سے علاوہ کتابیہ کے ہمیشہ کے لئے نکاح کو منع کیا گیا ہے، اوراسی طرح غیر مسلم مردوں سے مسلمان عورتوں کے نکاح کو مطلقاً منع کیا گیا ہے۔

مسلمانوں کے پختہ اوراٹل عقیدہ میں قرآن شریف اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کا ازل سے ابد تک جاننے والا ہے، اس کے احکام قرآنیہ ہمیشہ کے لئے ہیں، اس کی تعلیمات منسوخ نہیں

ہوسکتیں، کسی دوسرے کو مجال نہیں کہ اس کو منسوخ کرسکے، نہ کسی زمانہ میں اس کے خلاف کوئی حکم عدل وانصاف ہوسکتا ہے، جو کچھ قرآن میں ہے وہی انصاف ہے، وہی ہر زمانہ میں مصالح انسانیہ کے موافق ہوگا۔

جاہل اور بے دین لوگ اپنی ناواقفیت اور غلط فہمی اور نفس پرستی کی بنا پر غلط کاریوں میں مبتلا ہوکر خداوندی احکام کو ٹھکرا دیتے ہیں، ایسے لوگوں سے بچنا ضروری ہے نہ یہ کہ ان کی امداد اور اعانت کی جائے، اور تقویت پہونچا کر ملت اسلامیہ اور مذہب کو نقصان پہونچایا جائے۔

(فاعتبروا یا أولی الأبصار)

مراد ما نصیحت بود و گفتیم
حوالت با خدا کردیم و رفتیم

ننگ اسلاف

حسین احمد غفر لہٗ

شائع کردہ: مدنی اکیڈمی ، مدنی منزل دیوبند

www.arshadmadani.com